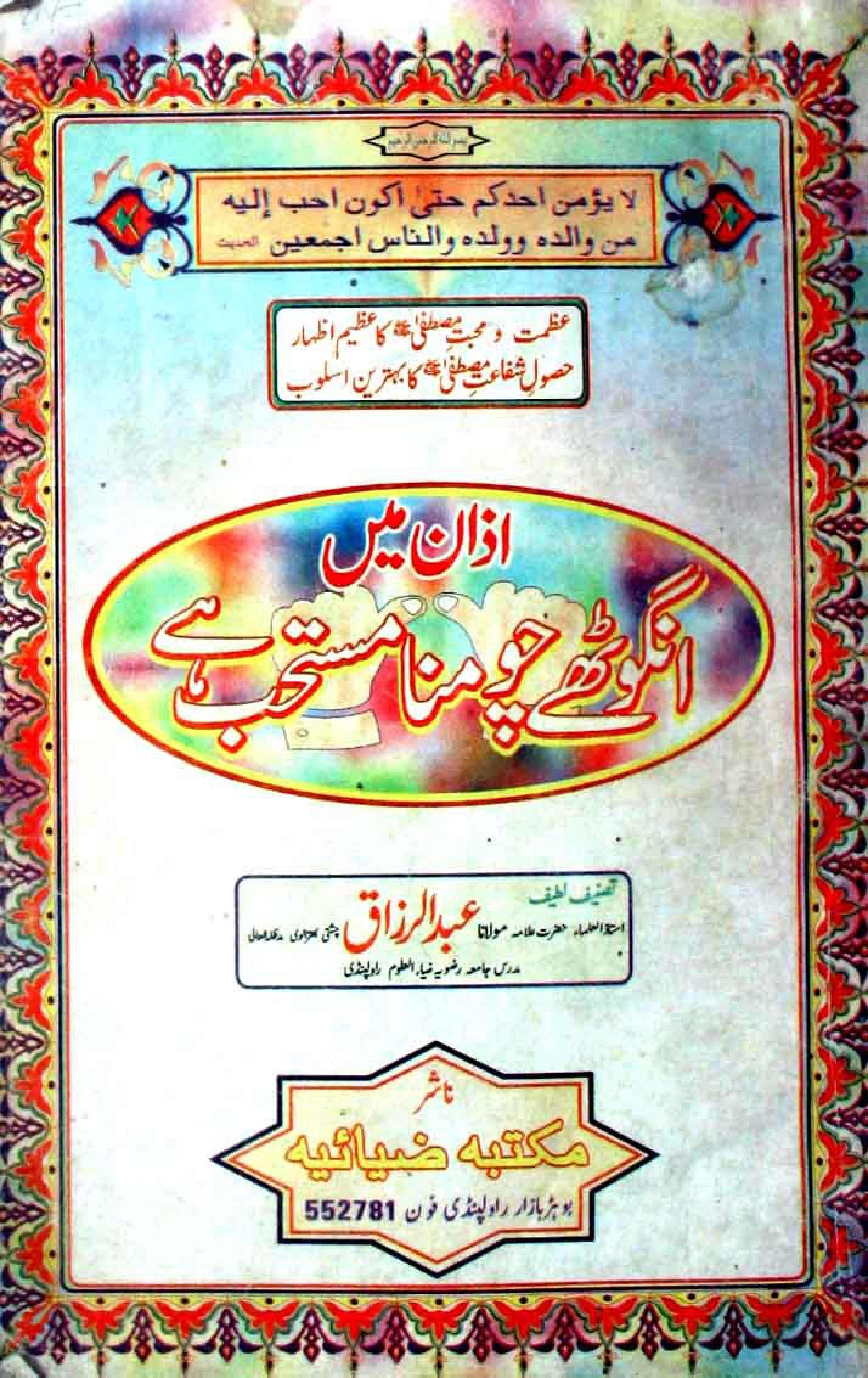

بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب إلیه
من والده وولده والناس اجمعین الحدیث
عظمت و محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا عظیم اظہار
حصولِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کا بہترین اسلوب
اذان میں
انگوٹھے چومنا مستحب ہے
تصنیف لطیف
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی بھترالوی مدظلہ العالی
مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
ناشر
مکتبہ ضیائیہ
بوہڑ بازار راولپنڈی فون 552781

اذان واقامت کے دوران

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

﴿لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ﴾

تعظیم و توقیر نام مصطفیٰ ﷺ اور اظہار محبت رسول کا حسین انداز

اذان و اقامت کے دوران

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

مؤلف

حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی بھترالوی

مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ ضیائیہ

بوہڑ بازار راولپنڈی

نام کتاب :- اذان کے دوران انگوٹھے چومنا مستحب ہے

مصنف :- علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی بھترالوی مدظلہ العالی

پیش لفظ :- حافظ محمد اسحاق ظفر

پروف ریڈنگ :- محمد اعجاز شاہد، شوکت حیات الخیری

باہتمام :- سید شہاب الدین شاہ

کمپیوٹر کمپوزنگ :- ضیاء العلوم کمپوزنگ سنٹر ڈی بلاک سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی

کمپوزر :- محمد یعقوب چشتی، محمد شاہد خاقان

ٹائٹل گرافکس :- حافظ محمد اسحاق ظفر

ناشر :- مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار۔ راولپنڈی

ضخامت :- ۶۴ صفحات

اشاعت :- بار اول تعداد :- ۱۰۰۰

قیمت :-

ملنے کے پتے

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ تنظیم المدارس لوہاری گیٹ لاہور

☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

☆ احمد بک کارپوریشن اردو بازار راولپنڈی

﴾فہرست مضامین﴿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿حرف آغاز﴾

کائنات ارضی میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو شرف و کرامت عطا کی وہ کسی اور مخلوق کے نصیب میں نہیں، مگر اس عظمت و کرامت کی بقاء کے لئے چند ایک کڑی آزمائشیں اور شرائط بھی رکھیں۔ اگر انہیں پورا کیا جائے تو عظمت و وقار میں اضافہ ہوگا، اور ان پر پورا نہ اترنے کی صورت میں "اولئك كالانعام بل هم اضل" کے مصداق...... حیوانات و بہائم سے بدتر ہو جائے گا۔

ان شرائط و امتحانات میں، اپنے محسن سے محبت و مودّت کا پاس و لحاظ رکھنا، اس کے احکامات و فرمودات اور افعال و عادات کو نظر استحسان دیکھنا شامل ہے۔ محبت و مودّت ایک ایسی وصف ہے کہ جب کسی کے دل میں سما جائے تو محبوب کی ہر ہر اداء کو اپنانے پر برانگیختہ کرتی ہے، اور بے عیب محبوب تو درکنار، عیوب کے ہوتے ہوئے بھی اسے ذات محبوب میں کبھی کوئی عیب دکھائی نہیں دیتا۔ بزرگوں کا فرمان حق ہے۔

"تحبك الشي يعمى و يصم"

اور "ان المحب لمن يحب يطيع"

اگر دعویٰ محبت کے باوجود اطاعت گزاری اور مح

ادبوں پر نظرِ استحسان حاصل نہ ہو تو سمجھ لیجے!

"محبت کی صداقت میں کچھ فرق ہے"

الحمد للہ العظیم! مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کے متبعین وہ جماعت ہیں، جن کو محبت و مودّت اور ادب و احترام کا وافر حصہ نصیب ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے محبوب علیہ التحیۃ و التسلیم اور آپ کے خلفاء و اصحابؓ کی ہر ہر ادا کو اپنانے کی مقدور بھر کوشش کرتے ہیں، اور فرمان رسول ﷺ "ما انا علیہ واصحابی" کے صحیح معنوں میں مصداق ہیں۔

آقائے دو عالم ﷺ کی کیسی ہی اور کوئی ادا ہو، یا آپ ﷺ کے صحابہ کبارؓ و اہل بیت اطہارؓ کی۔ ہر ایک کو عملی جامہ پہنا کر تقاضہائے محبت کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ادب و احترام بجالانے میں، فرائض و واجبات تو اپنے مقام پر! کسی امر مندوب و مستحسن کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ وہ امر مستحسن، اٹھتے بیٹھتے نذرانہ ء درود و سلام پڑھنے کا ہو یا پیارے نبی ﷺ یا آپ کے صحابہ کبار کی اوصاف جمیلہ پر مشتمل ترانہ نعت و منقبت کا۔ نام نامی اسم گرامی "محمد" پر انگوٹھے چومنے کا ہو یا صحابہ و اولیاء کے نام پر کلمہ ترضی ترحم [رضی اللہ عنہ، رحمہ اللہ تعالیٰ] کا۔ مواطنِ خیر میں سے کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

پیارے حبیب ﷺ نے امتِ مسلمہ کو ایک مسلمہ امر دیا ہے۔

"من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها"

کہ جس نے بھی کسی اچھائی کا اجراء کیا اسے اس عمل کا بھی اور دیگر عمل پیرا ہونے والوں کے اجر سے بھی اس کے نصیبے میں ہو گا۔

پاکانِ امت نے ایسے ہی مواطنِ خیر کے بے شمار مواقع فراہم کیے ہیں۔ جن کے ذریعے بندہ قربِ خداوندی اور قربِ رسول ﷺ کا حصول کر سکتا ہے۔

اذان و اقامت اور اس دوران کیے جانے والے باقی معمولات بھی عقیدت و احترام کے مظاہر کی ایک جھلک ہیں۔

"تقبیل ابہامین"
(دورانِ اذان و اقامت انگوٹھے چومنا)

بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ قرونِ اولیٰ سے امت مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے۔ ائمہ و فقہاء نے اس کے مستحسن ہونے کی صراحت فرمائی ہے تاہم جن میں "کج فہمی" ہو۔ وہ ایسے امورِ مستحسنہ پر اپنی بدگمانی و کج روی کا مظاہرہ کرتے ہوئے " بدعت و عملِ سوء" کا فتویٰ دیتے ہی رہتے ہیں۔

قرونِ اولیٰ سے جاری اس عملِ خیر پر کئی بدباطنوں نے جب

اپنی کجی کا مظاہرہ کیا، تو استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا **عبد الرزاق** چشتی بھترالوی مدظلہ سے استفتاء کی صورت میں سوال کیا، جس کا آپ نے **مفصل** جواب ارشاد فرمایا اور جواب کو صرف سوال کے مشمولات تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ دیگر کئی گوشوں پر بھی اپنی صائب رائے کا اظہار فرمادیا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ کریم حضرت استاذ العلماء کو دینِ متین کی مزید خدمت مقبولہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین !

العبد الاحقر

حافظ محمد اسحاق ظفر

(خادم التدریس)

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی۔پاکستان

10 - 10 - 1998

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان کی حقیقت کیا ہے؟ اور اذان واقامت کون کہے؟ نیز اذان واقامت میں کلمہ :

﴿اشهدان محمد رسول الله﴾

سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں سے لگانا کیسا ہے ؟ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جواب ارشاد فرمائیں ۔

حافظ محمد اعجاز شاہد۔ سرگودہا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على سيد المرسلين محمد و آله و اصحابه اجمعين



پانچ وقت کی فرض نمازوں کے لئے اور جمعہ کی نماز کے لئے اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے ۔ اذان کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو مطلع کیا

جائے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔اس لئے کسی نماز کے وقت کے شروع ہونے سے پہلے اذان کہنا جائز نہیں ۔ وقت سے پہلے اذان کہی جائے تو اسے لوٹا دیا جائے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی!

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"لو ان اهل بلدة اجمعوا على ترك الاذان لقاتلتهم عليها ولو تركها واحد لضربته و حبسته" (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۴۹)

ترجمہ : اگر کسی شہر کے لوگ اذان کہنا چھوڑ دیں، تو میں ان سے جہاد کروں گا ۔اور اگر کسی ایک نے اذان کہنی چھوڑ دی تو میں اسے ماروں گا اور قید کر لوں گا ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہر سنت کے متعلق یہی فتویٰ ہے :

"لو ترك اهل بلدة سنة لقاتلتهم عليها ولو تركها واحد لضربته" (مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۴۹)

اگر کسی شہر کے تمام لوگ سنت کو ترک کر دیں، تو میں ان سے جہاد کروں گا۔اور اگر کسی ایک نے سنت کو ترک کیا تو میں اسے ماروں گا۔

[illegible]

(یعنی مستحب ہے)

چند مقامات جہاں اذان کہنا سنت ہے:

(۱) جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے۔

(۲) غم کے وقت اذان کہی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ غمناک دیکھا تو فرمایا اے ابن ابی طالب میں تمہیں غمناک دیکھ رہا ہوں

"فمر بعض اهلك يؤذن في اذنك فانه درأ الهم"

اس لئے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہیں بے شک یہ غم کو دور کرتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کا تجربہ کیا تو ایسے ہی پایا یعنی واقعی غم دور ہو گیا۔

(۳) سوء خلق پر اذان کہی جائے۔ دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"من ساء خلقه من انسان او دابة فأذنوا في اذنه"

انسانوں یا حیوانوں میں سے جو بد خلق ہو جائے اس کے کان میں اذان کہو۔

"کل [illegible] روایة [illegible] رضی الله عنه انه جربه فوجده کذالک"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس میں جو روایات ہیں، ان کا تجربہ کیا گیا ہے۔ اور ان کو اسی کے مطابق پایا گیا ہے۔ (مرقات ج ۲ ص ۲۰۹)

خیال رہے کہ یہاں سنت سے مراد غیر مؤکدہ ہے جو درجہ استحباب میں ہے۔

اذان کی ابتداء

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مسجد (نبوی) کی تعمیر جب مکمل ہو گئی تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ نماز کے وقت کے متعلق کیسے لوگوں کو بتایا جائے تاکہ سب لوگ نماز کو باجماعت ادا کرنے کے لئے جمع ہو جائیں اس پر کسی نے مشورہ دیا کہ ناقوس بجایا جائے۔ کسی نے کہا کہ آگ جلا کر لوگوں کو مطلع کیا جائے۔ لیکن بعض دوسرے حضرات نے مخالفت کی کہ آگ یہود جلاتے ہیں اور ناقوس نصاریٰ بجاتے ہیں اس لئے اگر ہم نے بھی ان کے مطابق ہی لوگوں کو مطلع کیا تو معلوم نہیں ہو گا کہ یہ یہود و نصاریٰ کی طرف سے اطلاع دی جا رہی ہے یا مسلمانوں کی طرف سے؟

کسی بات پر معاملہ طے نہ ہوا مجلس برخاست ہو گئی۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے ناقوس

اٹھایا ہوا ہے وہ کہتے ہیں ، میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے ! یہ ناقوس تم بیچتے نہیں ہو؟ اس نے کہا تم کیا کرو گے ؟ تو میں نے کہا کہ میں اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا کروں گا۔

اس شخص نے کہا : کیا اس سے بہتر چیز کی میں تمہاری راہنمائی نہ کروں ؟ میں نے کہا ہاں ضرور بتائیں۔ اس نے کہا تم کہو!

الله اکبر ، الله اکبر ، الله اکبر الله اکبر

اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان محمد رسول الله ، اشهد ان محمد رسول الله۔

حی علی الصلوة ، حی علی الصلوة۔

حی علی الفلاح ، حی علی الفلاح۔

الله اکبر ، الله اکبر۔

لا اله الا الله۔

اسی طرح اس شخص نے اقامت بھی خواب میں سکھائی۔ یعنی اقامت میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "قد قامت الصلوة" کہا۔

صبح انہوں نے [illegible] کہ میں نے رات کو اس طرح خواب دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ خواب ان شاء اللہ حق ہے تم نے جو الفاظ سنے ہیں وہ بلالؓ کو بتاؤ تا کہ وہ انہیں بلند آواز سے ادا کریں۔ کیونکہ ان کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے

۔انہوں نے حضرت بلالؓ کو وہ الفاظ بتائے انہوں نے اذان دی۔جب حضرت عمرؓ نے اذان سنی تو وہ جلدی سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے حق سے ، میں نے بھی خواب میں یہی دیکھا ہے۔اس ایک ہی رات کو گیارہ صحابہ کرام نے یہی خواب دیکھا تھا۔

تو اس کے بعد ہر نماز کے لئے اذان کہنے کا سلسلہ باقاعدگی سے شروع ہو گیا۔

صبح کی اذان میں زیادتی

حضرت ابو محذورہؓ کو نبی کریم ﷺ نے اذان سکھائی۔اس میں آپ نے ان کو" حی علی الفلاح "تک الفاظ پڑھانے کے بعد فرمایا "فان کان صلوۃ الصبح قلت"۔"الصلوۃ خیر من النوم ، الصلوۃ خیر من النوم "یعنی اگر صبح کی اذان ہو تو" حی علی الفلاح "کے بعد دو مرتبہ۔"الصلوۃ خیر من النوم "۔کہو۔

(درمختار کتاب الاذان)

اذان اور اقامت کے بعد تثویب

" و استحسن المتاخرون التثویب فی الصلوات کلها"۔

(درمختار ص ۱۰۳)

متاخرین علماء کرام فقہاء عظام نے تمام نمازوں کے لئے
تثویب کو اچھا سمجھا ہے۔ تثویب یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان
پھر اعلان کیا جائے اس کے لئے الفاظ مقرر نہیں خواہ درود شریف پڑھ
لیا جائے، خواہ "الصلوة جامعة" کہہ لیا جائے، خواہ "قد قامت، قد
قامت" کہہ لیا جائے، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اب نماز کا وقت
قریب ہے۔



کا ایمان لانا اور اذان کہنا :-

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چند لوگوں کے
ساتھ (تجارت کی غرض [illegible] راستہ میں [illegible] رسول اللہ ﷺ کے
مؤذن سے ہم نے اذان [illegible] گردنی کرنے
والے تھے۔ ہم چلا چلا کر اذان کا مذاق اڑا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام مجھے پکڑ کر آپ کے پاس لے گئے
آپ نے مجھے کہا تم اذان کہو، یہ کہتے ہیں کہ مجھے آپ سے اور اذان سے
بغض و عناد تھا۔ میں آپ کو بہت ناپسند کرتا تھا اور اذان کو بھی ناپسند کرتا
لیکن میں نے آپ کے کہنے پر اذان کہی آپ نے میرے سر، سینہ پر
[illegible] اور میرے لئے برکت کی دعاء کی۔

"فذهب كل شيء كان لرسول الله ﷺ من كراهية وعناد ذالك كله محبة لرسول الله ﷺ"

تو آپ کے متعلق جو مجھے بغض و عناد اور ناپسندیدگی تھی وہ سب ختم ہو گئی اور آپ کی محبت مجھے کامل طور پر حاصل ہو گئی۔

(ابن ماجہ کتاب الاذان)

ثبت هذا الامر بفيض امرار يد رسول الله ﷺ على الصدر و ببركة۔ (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ)

ابو محذورہؓ کے دل سے اسلام اور اہل اسلام سے بغض و عناد اور نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی کا نکل جانا، اور آپ سے محبت کا دل میں پیدا ہو جانا صرف اس وجہ سے ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سینہ پر پھیرا تھا اسی کی برکت انہیں حاصل ہوئی۔

اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے:

و لعله عليه السلام كان يخرج من الحجرة بعد شروع المؤذن في الاقامة و يدخل في محراب المسجد عند قوله حي على الصلوة و لذا قال ائمتنا و يقوم الامام و القوم عند حي على الصلوة۔ (مرقاۃ ج۲ ص ۱۵۳)

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مؤذن اقامت شروع کرتا تو آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور آپ حي على

الصلوۃ پر محراب میں پہنچے۔

اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے کہا ہے: کہ امام اور قوم اقامت میں " حی علی الصلوۃ " کہنے پر اٹھیں۔ اصل اس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے:

"ولا تقوموا حتی ترونی"

تم اس وقت تک نہ اٹھو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

اس مسئلہ کو بہت تفصیل سے راقم نے ایک مستقل رسالہ " اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے " میں ذکر کیا ہے اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے۔

اگر اذان کہنے والا ناپسند نہ کرے تو دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے اور اگر وہ دوسرے کے اقامت کہنے کو ناپسند کرے تو دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل میں ایک حدیث پاک اور اس کی شرح کو دیکھئے مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

حضرت زید بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں فجر کی اذان کہوں میں نے اذان کہی

توحضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"ان اخاصداء قد اذن و من اذن فهو يقيم" (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

بے شک صدائی بھائی نے اذان کہی ہے جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"و عن ابی حنيفة لا يكره لما روى ان ابن ام مكتوم انما كان يؤذن و يقيم بلال و الحديث محمول على ما اذا لحقه الوحشة باقامة غيره۔ (مرقاۃ ج ۱۵۵۲)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت کہے تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ کئی مرتبہ حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم اذان کہتے تھے اور حضرت بلال اقامت کہتے تھے البتہ یہ حدیث جس میں حضرت بلال کو منع کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اذان کہنے والا دوسرے کی اقامت کو ناپسند کرتا ہو تو دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہوگا۔

خیال رہے کہ ابن ام مکتوم کی اذان پر حضرت بلال کو اقامت سے نہ روکنا اور زید بن حارث صدائی کی اذان پر روکنا واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کے دلوں پر مطلع ہوتے آپ کو معلوم تھا کہ ابن مکتوم

کو پریشانی لاحق نہیں ہوتی لیکن صدائی اسے ناپسند کرتے ہیں کہ دوسرا کوئی اقامت کہے۔ سبحان اللہ ! ایمان کامل ہو تو شان حبیب کبریا سمجھ آئے۔

اذان کہنے کی فضیلت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

"المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ "

(مسلم، مشکوٰۃ باب فضل الاذان)

قیامت کے دن تمام لوگوں سے لمبی گردنوں والے مؤذن ہوں گے۔

لمبی گردن سے مراد کئی وجہ ہیں۔

(۱) ان کے اذان کہنے کی وجہ سے اعمال کثیر ہوں گے کیونکہ ایک عربی محاورہ یہ ہے۔ "لفلان عنق من الخیر " فلاں شخص کو بھلائیوں کا ایک حصہ حاصل ہے۔ عنق (گردن) کا معنی اس جگہ حصہ، ٹکڑا لیا ہوا ہے۔

(۲) مؤذن حضرات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادہ امید ہو گی، یعنی جب لوگ پریشان ہوں گے کہ معلوم نہیں کیا حال ہو گا اس وقت مؤذنین خوش ہوں گے راحت میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کر رہے ہوں گے کہ ہمیں جنت میں داخل

ہونے کی اجازت مل جائے گی۔

جو شخص کسی چیز کی امید کرتا ہو وہ گردن کو بڑھا کر دیکھتا ہے۔ مؤذنین چونکہ گردن لمبی کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کر رہے ہوں گے اس لئے حدیث شریف کا مطلب واضح ہوا کہ مؤذنین قیامت کے دن فی الواقع لمبی گردنوں والے ہوں

(۳) لمبی گردن کا مطلب "اللہ تعالیٰ کا قرب ہے" کیونکہ لمبی گردن سے مراد لمبا قد لیا جاتا ہے لیکن قیامت کے دن لمبے قد سے مراد بلندی شان، رفعت منزلت، قرب خداوندی ہے۔

(۴) لمبی گردن سے مراد "پریشان، شرمندہ نہ ہونا" کیونکہ جو شخص اپنی کوتاہیوں غلطیوں کی وجہ سے پریشان اور شرمندہ ہو وہ سر نیچے کر لیتا ہے سر اٹھا کر نہیں دیکھتا لیکن جسے کوئی شرمندگی نہ ہو وہ سر اٹھا کر دیکھتا ہے گردن کو لمبا کر کے دیکھتا ہے ایسے ہی مؤذنین کو کسی سے عداوت نہیں ہو گی کیونکہ کبھی عداوت، ناپسندیدگی کی وجہ سے بھی کسی کو سر اٹھا کر نہیں دیکھا جاتا، سر نیچے کیا جاتا ہے کہ مجھے یہ منحوس شکلیں نظر نہ آئیں بدبخت، بدنما انسان میری نظر میں نہ آئیں، لیکن خلاف اس کے کسی سے محبت ہو کسی کو اچھا سمجھا جائے کسی کو نیک اور باوفا سمجھا جائے تو اس کو شوق و محبت سے سر اٹھا کر دیکھا جاتا ہے قیامت کے دن مؤذنین کے دل میں کسی کے خلاف کدورت نہیں پائی

جائے گی وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو محبت سے گردن لمبی کر کے دیکھ رہے ہوں گے۔

۵ لمبی گردن سے مراد "مکروہ سے نجات" ہے۔ یعنی قیامت کے دن لوگ جب اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں شرابور ہوں گے، اس وقت مؤذنین اطمینان میں ہوں گے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ نہ ہی پسینے میں شرابور ہوں گے۔

۶ لمبی گردن سے مراد "سرداری کا حاصل ہونا" ہے کیونکہ اہل عرب عام طور پر رئیس اور سردار کو "طویل العنق" (لمبی گردن والا) کہہ لیتے ہیں۔ تو اب مطلب یہ ہوگا کہ مؤذنین کو اذان کی برکت اور کثرت ثواب کی وجہ سے سرداری حاصل ہوگی۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"لا یسمع مدی صوت المؤذن جن و لا انس ولا شیء الا شهد له یوم القیامة"۔ (بخاری، مشکوۃ)

مؤذن کی آواز کو جہاں تک جن، انسان اور ہر چیز جو بھی آواز سنیں گے وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیں گے۔

یعنی اس کی آواز جہاں تک جائے گی، وہاں تک ہر چیز اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گی کہ اے اللہ تیرا یہ بندہ اذان کہتا رہا۔

یہ مؤذن کی بلندی شان پر دلالت ہو گی۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"من اذن سبع سنین محتسبا کتب له برائة من النار "

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

جس شخص نے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے سات سال اذان دی، اس کے لئے جہنم کی آگ سے آزاد ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔

یعنی وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اذان دیتا ہے۔ ریا کاری (دکھلاوا) مقصود نہیں، اپنے آواز کی خوبصورتی کا مظاہرہ کرنا مقصود نہیں۔ حسن ادا کا اظہار مقصود نہیں تو ایسے شخص کے لئے جہنم کی آگ سے آزادی کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

مؤذن نیک صاحب علم ہو!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

"و لیؤذن لکم خیارکم"

تم میں سے جو بہترین وہ اذان کہیں۔

"فعلم ان المراد ان المستحب کون المؤذن عالما عاملا لان العالم الفاسق لیس من الخیار" (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ مؤذن صاحب علم با عمل ہو کیونکہ

صاحب علم ہو لیکن فاسق ہو وہ خیر (بہتر) نہیں ہو سکتا۔

واضح ہوا کہ صرف خوش آواز ہونا کافی نہیں، جبکہ خوش آواز بد عقیدہ ہو، فساد برپا کرنے والا ہو تو ایسے بدبخت سے نیک شخص ہزار درجہ اچھا ہو گا بے شک اس کی آواز اچھی نہ ہو حسن صورت سے حسن سیرت بہتر ہے، حسن صوت سے حسن عمل بہتر ہے ہاں اچھا عمل بھی ہو تقویٰ بھی ہو اچھی آواز بھی ہو تو یہ خوش قسمتی ہے۔

امامت اذان سے افضل

نبی کریم ﷺ نے امامت فرمائی ہے، اس لئے امامت، اذان دینے سے افضل ہے۔ حبیب پاک علیہ التحیہ والثناء نے خود اذان دی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

ترمذی نے روایت ذکر کی ہے۔ " انه عليه السلام اذن فی سفر و صلی باصحابه " نبی کریم ﷺ نے سفر میں اذان دی اور اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

علامہ نووی نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تاہم مسند احمد میں اسی واقعہ کے متعلق یہ ذکر ہے۔ " فامر بلالا فاذن "
آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اذان کہو۔

" فعلم ان فی رواية الترمذی اختصارا ، و ان معنی قوله اذن امر بلالا ، کما يقال اعطی الخليفة العالم الفلانی کذا و انما

باشر العطاء غیرہ"۔
(شامی ج اول ص ۲۹۵)

مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ ترمذی کی روایت میں اختصار ہے، ترمذی میں "تواذان" جو ذکر ہے اس کا معنی بھی یہی ہے کہ آپ نے حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی حاکم کسی عالم کو عطیہ دینے کا حکم اپنے عملہ میں سے کسی کو دے، لیکن وہاں لفظ یہ ذکر کر دیئے جاتے ہیں۔

"اعطی الخلیفة العالم الفلانی کذا"

جس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ حاکم نے فلاں عالم کو اس طرح عطیہ دیا۔ حالانکہ حقیقت میں کسی اور کو حکم دیا جاتا ہے کہ تو دے دے۔

اسی وجہ سے بعض حضرات نے کہا ہے۔

" الاحسن للامام ان یفوض الاذان و الاقامة غیرہ فان النبی ﷺ ما کان یباشر الاذان و الاقامة بنفسه " (عنایہ)

بہتر یہ ہے کہ امام کسی اور کو اذان اور اقامت کہنے کی ذمہ داری سپرد کرے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود اذان اور اقامت نہیں کہی۔

لیکن یہ بھی خیال رہے کہ امام اذان کہنے کو اپنے لئے باعث ثواب سمجھے نہ کہ باعث عار کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان کہنے کی تمنا کی کہ اگر مجھ پر امور خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں خود ہمیشہ اذان کہنے کی ذمہ داری لے لیتا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اذان کہی اور خود ہی امامت کرائی۔

عورت کا اذان کہنا منع ہے

" و یکرہ ان تؤذن المرأۃ معناہ یستحب ان یعاد لیقع علی وجہ السنۃ لانھا ان رفعت صوتھا فقد باشرت منکرا لان صوتھا عورۃ و ان لم ترفع فقد اخلت بالاعلام الذی ھو المقصود فیعاد اذانھا ندبا " ([illegible])

عورت کا اذان کہنا مکروہ ہے، سنت کے خلاف ہے، اگر عورت اذان کہے تو اس اذان کو لوٹانا مستحب ہے تاکہ وہ اذان سنت کے مطابق ادا ہو جائے، اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ عورت اگر بلند آواز سے اذان دے تو وہ ناجائز کام کی مرتکب ہوگی کیونکہ عورت کی آواز میں پردہ ہے وہ بلند آواز سے یا سریلی آواز سے کسی قسم کا کلام نہیں کر سکتی۔ جسے اجنبی مرد سن لیں، ہاں البتہ پردہ سے آہستہ آواز میں کسی سوال کا جواب دے سکتی،

اور اگر عورت نے آہستہ آہستہ آواز میں اذان دی تو سنت کے خلاف ہوگی، کیونکہ اذان بلند آواز سے ہی کہنا مسنون ہے۔

مقام تعجب بلکہ مقام افسوس ہے کہ آج نام نہاد مسلمان عورتیں مردوں کی محافل میں بلند آواز سے تقاریر کر کے حرام کام کی مرتکب ہو رہی ہیں جاہل لوگ انہیں اپنا مسیحا سمجھ بیٹھے ہیں۔

☆☆☆☆☆

اذان باوضوء ہو کر

و ینبغی ان یؤذن و یقیم علی طہر۔ (ہدایہ)

مستحب یہ ہے کہ اذان اور اقامت باوضوء کہی جائیں اگر بے وضوء اذان دی جائے تو جائز ہے۔ لیکن مستحب کو بلاوجہ چھوڑنا یا مستحب کے خلاف عادت بنالینا بھی کوئی اچھا طریقہ نہیں۔ اس لئے بے وضوء اذان دینے کی عادت نہ بنائی جائے۔

نابالغ لڑکے کا اذان کہنا

"اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراھة فی ظاھر الروایة و لکن اذان البالغ افضل"۔ (عالمگیری ج اول ص ۵۳)

نابالغ لڑکا اگر وقت کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس کا اذان کہنا بغیر کسی کراہیت کے صحیح ہے لیکن افضل (بہتر) یہ ہے کہ بالغ آدمی اذان کہے۔

مسئلہ :- مسجد میں بغیر اذان اور اقامت کے جماعت کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ :- مسجد میں جب اذان ہو جائے تو اسی محلہ میں کسی گھر نماز ادا کرنی ہو تو جماعت کرانے کے لئے اذان نہ کہی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی مستحب یہ ہے کہ اذان کہہ لی جائے۔ ہاں اگر محلہ کی مسجد میں ہی اذان نہیں دی گئی تو گھر میں جماعت کرانے کے لئے اذان نہ کہنا سنت کے خلاف ہوگا۔

مسئلہ :- اذان اور اقامت میں اتنا وقت دیا جائے کہ نمازی حضرات آرام سے استنجاء اور وضوء کر کے جماعت میں مل سکیں لیکن مغرب کی اذان کے بعد صرف تین آیتیں پڑھنے کی مقدار وقفہ کیا جائے۔

اذان میں انگلیوں کا حکم

مستحب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کی شہادت انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرے تاکہ آواز کو بلند کر سکے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا۔

"اجعل اصبعيك فى اذنك فانه ارفع لصوتك"۔

اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرو کیونکہ اس سے تمہاری آواز بلند ہو گی۔

اور اگر ہاتھوں کو کانوں پر رکھے تو یہ بھی جائز ہے۔

"لان ابا محذورة رضى الله عنه ضم اصابعه الاربعة و وضعها على اذنيه"۔ اس لئے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی چار انگلیوں کو ملا کر اپنے کانوں پر رکھتے تھے۔

اصل میں مقصد آواز کو بلند کرنا ہے جو دونوں صورتوں میں حاصل ہو سکتا ہے۔

خیال رہے کہ آواز کو بقدر طاقت بلند کیا جائے طاقت سے زائد آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔ (شامی، عالمگیری)

اگرچہ اب لاؤڈ سپیکر ہو گئے ہیں لیکن کانوں میں انگلیوں کا کرنا اپنی جگہ پر مستحب ہے۔ البتہ پہلے جو بلند جگہ پر اذان کہی جاتی تھی اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔

ابن سعد نے ام زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کہتی ہیں میرا مکان بنسبت دوسرے مکانوں کے بلند تھا۔ اس لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس میرے مکان کی چھت پر اذان کہتے تھے، لیکن جب نبی کریم ﷺ نے مسجد (نبوی) کی تعمیر فرمائی تو مسجد کے چھت پر کچھ بلند حصہ اذان کے لئے بنادیا، پھر اس پر اذان کہی جاتی رہی۔

(شامی ج ا ص ۲۸۵)

اذان کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے

" التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبعمائة واحدی و ثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیها مرتین و هو بدعة حسنة "(در مختار)

اذان کے ساتھ صلوۃ و سلام کی ابتداء سات سو اکیاسی، سن ہجری میں پیر کی رات کو عشاء کی اذان کے ساتھ ہوئی پھر جمعہ کو بھی پڑھنا شروع ہوا پھر دس سال کے بعد تمام اذانوں میں سوائے مغرب کے پڑھا جاتا رہا۔ پھر مغرب کے ساتھ بھی دو مرتبہ پڑھنا شروع ہوا۔

"و الصواب انها بدعة حسنة"

درست قول یہ ہے کہ اذان کے ساتھ دورد شریف پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔ یعنی مستحب ہے کیونکہ اس پر احادیث سے ثابت شرعی ضابطہ موجود ہے۔

"ما راہ المومنون حسنا فھو حسن"

جس کو مومن اچھا کام سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔

(از شامی ج ا ص ۲۸۷)

میں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ہی یہ ہے "اذان کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے"۔ **جامعہ رضویہ ضیاء العلوم** کے طلباء کرام میں سے ایک کلاس نے چھپوایا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے۔

اذان کے بعد دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اذان سن کر یہ دعاء کی۔

"اللهم رب هذه الدعوة التامة و الصلوة القائمة آت محمد الوسيلة و الفضيلة و ابعثه مقاما محمودا الذى و عدته"

پس قیامت کے دن اسے میری شفاعت حاصل ہوگی، (یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا)

بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

"انك لا تخلف الميعاد" (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۶۳)

مسند ابی یعلی میں ابو امامہ سے ایک روایت میں اذان کے بعد اس دعاء کا ذکر ہے۔

" اللهم رب هذه الدعوة الحق المستجابة المستجاب لها دعوة الحق وكلمة التقوى احينا عليها و امتنا عليها و ابعثنا عليها و اجعلنا من خيار اهلها محيانا و مماتنا" (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۶۳)

طبرانی نے اوسط میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ذکر کیا ہے۔ جو شخص اذان سن کر یہ دعاء کرے اس کی دعاء کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ وہ دعاء یہ ہے......

" اللهم رب هذه الدعوة القائمة و الصلوة النافعة صل على محمد و ارض عنى رضا لا سخط بعده"

(فتح القدیر ج اول ص ۲۱۸)

طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اذان سن کر یہ دعاء کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہو گی وہ دعاء یہ ہے.....

"اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان محمدا عبده ورسوله اللهم صل على محمد وبلغه درجة

"الوسیلة عندك و اجعلنا فی شفاعته یوم القیامة"
(فتح القدیر جلد اول ص ۲۱۸)

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ذکر کیا ہے۔

" و الحدیث فی هذا الباب کثیر و القصد الحث علی الخیر "
(فتح القدیر ج اول، ص ۲۱۸)

اذان کے بعد دعاء کے متعلق کثیر احادیث ہیں۔ مقصد ان کا مومنوں کو نیکیوں پر ابھارنا ہے۔

فائدہ

ابھی تک جو بحث ذکر کی ہے اس سے واضح ہوا کہ اذان کے بعد دعا کے آخر میں جو یہ الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں۔ " و ارزقنا شفاعته یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد " یہ حدیث کے مطابق ہیں کیونکہ طبرانی اوسط میں مذکور ہے۔ " و اجعلنا فی شفاعته یوم القیامة " ان الفاظ کا اور " و ارزقنا شفاعته یوم القیامة " کا معنی ایک ہے۔ اور بیہقی میں " انك لا تخلف المیعاد " الفاظ مبارکہ مذکور ہیں۔

ہاں البتہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے منکرین کو یہ الفاظ پڑھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ وہ خود بیشک نہ پڑھیں۔ لیکن دوسروں کے پڑھنے سے نہ پریشان ہوں بہتر یہ ہے کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنی جہالت کو دور کریں۔

اذان کے بعد درود شریف پڑھنا

"عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلوۃ صلی اللّٰہ علیه بها عشرا"

(مسلم، مشکوٰۃ باب الاذان)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو، جیسے وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھو، جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

ایک روایت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس شخص پر دس دس رحمتیں بھیجتے ہیں بلکہ بعض روایات میں اس سے بھی زیادہ رحمتیں بھیجنے کا ذکر ہے

فائدہ:

"فما یفعله المؤذنون الآن عقب الاذن من الاعلان بالصلوۃ و السلام مرلرا اصله سنة" (مرقاۃ ج۲، ص۱۶۱)

اذان کے بعد مؤذنین جو بلند آواز سے کئی مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں اس کا ثبوت بھی حدیث پاک سے حاصل ہو گیا۔

اذان اور اقامت کے درمیان دعاء کی قبولیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"لا یرد الدعاء بین الاذان و الاقامة"

(ابو داؤد، ترمذی، مشکوۃ باب الاذان)

اذان اور اقامت کے درمیان دعاء

صحابہ کرام نے سوال کیا یا رسول اللہ ہم کیا دعاء کیا کریں ؟
آپ نے فرمایا۔

"سلوا اللہ العافیة فی الدنیا و الآخرة"

(مرقاۃ ج ۲، ص ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو۔

اذان اور اقامت میں فرق

اقامت میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "قد قامت الصلوة" کہا جائے ، اذان میں یہ الفاظ نہیں پڑھے جاتے۔ اذان میں صرف "اللہ اکبر ، اللہ اکبر "بغیر وقفہ کے ادا کیے جاتے ہیں۔ باقی تمام کلمات دو دو مرتبہ ادا ہونے والوں میں وقفہ ہوتا ہے۔ یعنی "اشہد ان لا الہ الا اللہ" ادا کر کے سانس توڑ کر پھر دوسری مرتبہ یہی الفاظ ادا کرے۔ لیکن اقامت دو دو کلمہ ایک ساتھ ادا ہوتے ہیں۔

اذان میں کانوں میں انگلیاں کی جاتی ہے، لیکن اقامت میں نہیں۔

اذان بغیر وضوء کے مکروہ نہیں اگرچہ استحباب کے خلاف ہے لیکن اقامت بغیر وضوء کے مکروہ ہے۔

اذان میں "حی علی الصلوۃ" پر منہ دائیں طرف پھیرا جاتا ہے، اور "حی علی الفلاح" میں بائیں طرف لیکن اقامت میں منہ کو پھیرنا مسنون نہیں۔

خیال رہے کہ اقامت میں منہ دائیں اور بائیں طرف پھیرنا منع بھی نہیں بلکہ وسیع مقام میں منہ پھیرنا اچھا ہے

و یحول فی الاقامة اذا کان المکان متسعا و ہو اعدل الاقوال کما فی النہر۔ (طحطاوی ص ۱۰۷)

النہر الفائق میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب نماز پڑھنے والا مقام وسیع ہو تو اقامت میں بھی منہ کو دائیں اور بائیں جانب پھیرے، یہ قول معتبر ہے۔

اذان کا جواب دینا

عن عبد اللہ بن عمرو قال رجل یا رسول ان المؤذنین یفضلوننا فقال رسول اللہ ﷺ قل کما یقولون فاذا انتہیت فسل تعط۔ (ابو داؤد کتاب الاذان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ مؤذنین کو ہم پر فضیلت حاصل ہے۔ (یعنی اذان کی وجہ سے وہ ہم سے زیادہ فضیلت اور ثواب حاصل کر لیتے ہیں)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی وہی کلمات کہو جو وہ (مؤذنین) کہہ رہے ہوں، جب تم جواب مکمل کر لو تو سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

یعنی جب تم اذان کا جواب مکمل کر لو گے تو اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرو گے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا یعنی اذان کا جواب دینا دعاء کی قبولیت کی علامت ہے۔

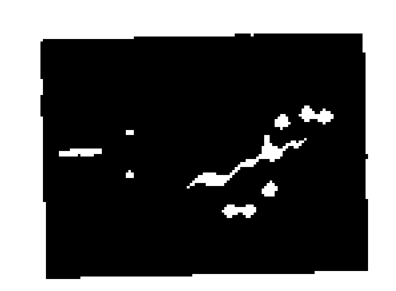
☆ حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ۔ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب مؤذن نے "حی علی الصلوۃ" پڑھا تو انہوں نے اس کے جواب میں۔ "لا حول و لا قوۃ الا باللہ" کہا اسی طرح جب مؤذن نے۔ "حی علی الفلاح" کہا تو آپ نے اس کے جواب میں بھی "لا حول و لا قوۃ الا باللہ" کہا۔ اس کے بعد والے الفاظ وہی ادا کئے جو مؤذن نے ادا کئے۔

پھر حضرت معاویہ نے کہا

"سمعت رسول اللہ ﷺ قال ذلک"

(مسند احمد، مشکوٰۃ باب الاذان)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا ہے، یعنی آپ نے اذان کا جواب اسی طرح دیا۔



مسند ابی یعلی میں ہے۔

" فليتحين المنادى اذا اكبر كبر و اذا تشهد تشهد و اذا قال حى على الصلوة قال حى على الصلوة و اذا قال حى على الفلاح قال حى على الفلاح ۔ (مرقاۃ ج ۲، ص ۱۶۲)

اذان کہنے والا جب اذان میں تکبیر کہے سننے والا تکبیر کہے۔ (یعنی اللہ اکبر کا جواب اللہ اکبر سے دے) اور جب اذان دینے والا شہادت کے کلمات ادا کرے تو سننے والا بھی شہادت کے الفاظ ادا کرے۔ (یعنی " اشهد ان لا اله الا الله " کے جواب میں " اشهد ان لا اله الا الله " کہے اور " اشهد ان محمدا رسول الله " کے جواب میں " اشهد ان محمدا رسول الله " کہے اور جب اذان دینے والا " حى على الصلوة " کہے تو سننے والا " حى على الصلوة " کہے اور جب اذان دینے والا " حى على الفلاح " کہے تو سننے والا " حى على الفلاح " کہے۔

روایات کے اختلاف کے پیش نظر راقم دونوں رویات پر عمل کرتا ہے۔ کہ " حى على الصلوة " کے جواب میں " حى على الصلوة " اور " لا حول لا قوة الا بالله " اور " حى على الفلاح " کے جواب میں " حى على الفلاح " اور " لا حول ولا قوة الا بالله " پڑھتا ہے یعنی دونوں کلمات کا جواب دونوں روایتوں کے مطابق جمع کر

کے ادا کرنا راقم کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

اقامت میں "قد قامت الصلوۃ" کے جواب میں "اقامها الله و ادامها" کہے۔

☆ حضرت ابی امامہ اور دوسرے بعض صحابہ کرام سے مروی ہے۔ کہ حضرت بلال نے جب اقامت کہنی شروع کی اور انہوں نے جب "قد قامت الصلوۃ" کہا تو رسول اللہ ﷺ نے "اقامها الله و ادامها" اس کے جواب میں کہا۔ (ابو داؤد، مشکوۃ باب الاذان)

☆ "الصلوۃ خیر من النوم" کے جواب میں "صدقت و بررت" کہے۔ (فتح القدیر جلد اول، ص ۲۱۷)

فائدہ

اذان کا جواب عمل سے دینا واجب ہے اور قول سے یعنی زبانی جواب دینا مستحب ہے۔

"و قول الحلوانی الاجابة بالقدم فلو اجاب باللسان و لم یمش لا یکون مجیبا و لو کان فی المسجد فلیس علیه ان یجیب باللسان حاصله نفی وجوب الاجابة باللسان وبه صرح جماعة و انه مستحب قالوا ان قال قال الثواب الموعود و الا لم ینل اما انه یاثم او یکره فلا و فی

التجنیس لا یکرہ الکلام عند الاذان بالاجماع "

(فتح القدیر جلد اول، ص ۲۱۷)

حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اذان سن کر نماز کے لئے چلنا واجب ہے، اگر صرف زبان سے اذان کا جواب دے دیا اور نماز کے لئے نہ چلا تو گویا کہ اس نے اذان کا جواب نہیں دیا۔ اور اگر ایک شخص مسجد میں تھا اس نے زبان سے جواب دیا تو واجب کا تارک نہیں ہوا، کیونکہ اذان کا جواب زبان سے دینا مستحب ہے اگر زبان سے جواب دیا ہے، تو خاص ثواب حاصل کرلے گا اور اگر جواب نہ دیا تو ثواب سے محروم ہوگا اگرچہ گنہگار نہیں ہوگا اور مکروہ کا مرتکب نہیں ہوگا۔ تجنیس میں یہ مذکور ہے کہ دوران اذان کلام کرنا مکروہ نہیں۔ اس میں اجماع امت ہے۔

لیکن خیال رہے کہ اذان غور سے سننا اور کلام نہ کرنا ادب کا مقام ہے۔

دوڑ کر جماعت سے نہ ملے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

" اذا اقیمت الصلوۃ فلا تاتوھا تسعون وأتوھا تمشون و علیکم السکینۃ فما ادرکتم فصلوا و ما فاتکم فاتموا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب الاذان)

جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو دوڑ کر جماعت میں نہ ملو! بلکہ آرام سے چل کر آؤ۔ تم پر آرام سے چل کر آنا لازم ہے۔ جتنی نماز تمہیں مل جائے وہ پڑھ لو اور جو تم سے فوت ہو جائے وہ خود مکمل کر لو۔

والأظهر الاسراع مع السكينة دون العدو احرازا للفضيلتين ولقوله تعالیٰ وسارعوا إلى مغفرة من ربكم "

(مرقات ج ۲ ص ۱۸۰)

یعنی دوڑ کر جماعت کو حاصل کرنا منع ہے۔ بعض حضرات نے اس کی وجہ مسجد کا احترام بیان کیا ہے۔ البتہ بغیر دوڑنے کے تیز چل کر جماعت سے ملنا بہتر ہے، تاکہ دونوں فضیلتوں (جماعت سے ملنا اور نیکی کی طرف جلدی چلنا) کو پالے۔ اس لئے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

" وسارعوا الى مغفرة من ربكم "

اپنے رب کی مغفرت کی طرف جلدی چلو۔

☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنا !

نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا شہادت کی انگلیوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ہے، جس کے جائز ہونے بلکہ مستحب ہونے پر تفاسیر اور فقہ میں کثیر دلائل قائم کیے گئے ہیں۔

شرعی ضابطہ :

ان الاباحة اصل فی الاشیاء ثم بعث نبینا علیه السلام فبین الاشیاء المحرمة و بقی ما سواها حلالا مباحا ۔(نور الانوار مع قمر الاقمار)

تمام اشیاء میں اصل اباحت (جواز) ہے نبی اکرم ﷺ جب تشریف لائے، تو آپ نے حرام اشیاء کو بیان فرمایا، اور جن اشیاء کی حرمت کو آپ نے بیان نہیں فرمایا، وہ اپنے اصلی حال پر جائز ہیں۔

دوسرا ضابطہ :

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراهة اذ لا بدلها من دلیل خاص ۔ (شامی)

مستحب کے ترک سے کراہت ثابت نہیں ہو سکتی، بلکہ مکروہ ثابت کرنے کے لئے خاص دلیل کی ضرورت ہے خیال رہے کہ اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے شامی کی آنے والی بحث سے یہ واضح ہے۔

تیسرا ضابطہ

و مستحبة و يسمى مندوبا و ادبا و فضيلة و نفلا و تطوعا وهو ما فعله النبي ﷺ مرة و تركه اخرى و ما احبه السلف

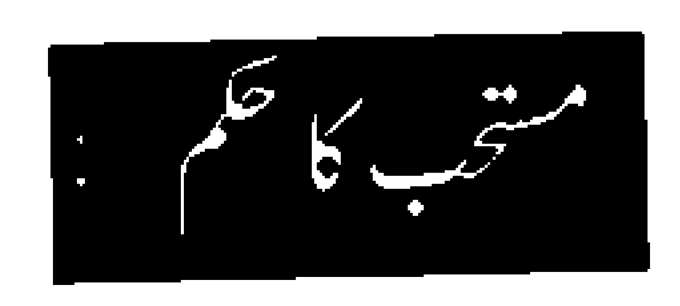
(درمختار)

مستحب ، مندوب، ادب فضیلت ، نفل اور تطوع ایک چیز ہی کے نام ہیں۔ مستحب وہ ہے کہ جس کو نبی اکرم ﷺ نے کبھی کیا ہو۔ اور کبھی چھوڑا ہو یا سلف صالحین یعنی بزرگان دین نے اسے محبوب سمجھا ہو، بلکہ علامہ شامی نے مزید یہ لکھا ہے۔ و ان لم يفعله بعد ما رغب فيه نبی اکرم ﷺ نے ایک کام کو پسند فرمایا ہو، اور اسے خود نہ کیا ہو۔ وہ بھی مستحب ہے۔ یہ تعریف زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ علامہ شامی فرماتے ہیں......

و قد يطلق عليه اسم السنة و صرح القهستاني بانه دون سنن الزوائد۔

بعض حضرات کے نزدیک مستحب پر سنت کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے، لیکن علامہ قہستانی نے تصریح فرمائی۔ کہ مستحب سنت غیر مؤکدہ سے کم درجہ ہے۔ کیونکہ سنت غیر مؤکدہ نبی اکرم ﷺ کے ان افعال کو کہا جائے گا، جو آپ نے کبھی کبھی کئے ہوں یا عادتاً کئے ہوں عبادتاً نہیں جیسے لباس وغیرہ لیکن مستحب کے لئے تو نبی اکرم ﷺ کا عمل کرنا

ضروری ہی نہیں، بلکہ آپ نے صرف پسند فرمایا ہو یا سلف صالحین نے اس پر عمل کیا ہو تو وہ مستحب ہے۔



و حکمه الثواب علی الفعل و عدم اللوم علی الترک ۔

(شامی)

مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے ۔اور چھوڑنے پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔

انگوٹھے چومنا مستحب (باعث ثواب)

اذان میں نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اقوال فقہاء کرام اور مفسرین کرام سے ثابت ہے، اس پر صحابہ کرام کا عمل رہا ہے۔ اس لئے مستحب یعنی باعث ثواب ہے، اگر بالفرض اور کوئی دلیل نہ ہوتی، تو پھر بھی جواز ثابت ہوتا، کیونکہ جب تک کسی شرعی دلیل سے ممانعت نہ پائی جائے، کسی فعل کو مکروہ تنزیہی ثابت کرنا بھی ممکن نہیں، کیوں کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، اب چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

۱۔ علامہ شامی ردالمختار باب الاذان میں فرماتے ہیں۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله

عليك يا رسول و عند الثانية منها قرت عيني بك يا رسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابها مين على العينين فانه عليه السلام يكون قائدا له الى الجنة كذا في كنز العباد قهتساني و نحوه في الفتاوىٰ الصوفية و في كتاب الفردوس من قبل ظفري ابهاميه عند سماع اشهد ان محمدا رسول الله في الاذان انا قائده و مدخله في صفوف الجنة و تمامه في حواشي البحر اللرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي وذكر ذالك الجراحي و اطال ثم قال و لم يصح في المرفوع من كل هذا الشئ۔

پہلی مرتبہ الفاظ شہادت سننے پر مستحب یہ ہے صلی الله عليك يا رسول کہا جائے، اور دوسری مرتبہ الفاظ شہادت سننے پر قرت عینی بک یا رسول کہا جائے، پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنے کے بعد کہے اللھم متعني بالسمع و البصر تو نبی اکرم ﷺ اس شخص کے لئے جنت کے قائد ہونگے کنز العباد میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے، قہستانی اور اس کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں اور کتاب الفردوس میں ہے۔ اذان میں اشهد ان محمدا رسول الله کو سن کر جس شخص نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما میں اس کا قائد ہوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی مکمل بحث سخاوی کے مقاصد حسنہ سے رملی نے حواشی بحر میں نقل کی ہے جراحی نے اس پر طویل بحث کی پھر کہا ہے اس میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔

۲۔ طحطاوی باب الاذان میں ہے۔

ذکر القهستانی عن کنز العباد یستحب ان یقول عند سماع الاولیٰ من الشهادتین للنبی ﷺ صلی الله علیك یا رسول الله و عند سماع الثانیة قرت عینی بك یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ابهامیه علی عینیه فانه ﷺ یکون قائد الہ فی الجنة و ذکر الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر رضی الله عنه مرفوعا من مسح العینین بباطن انملة السبابتین بعد تقبلیهما عند قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله وقال اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضیت بالله ربا و باسلام دیناو بمحمد ﷺ نبیا حلت له شفاعتی اھ کذا روی من الخضر علیه السلام و بمثله یعمل فی الفضائل۔

قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادتوں میں سے پہلی شہادت کے سننے پر مستحب یہ ہے کہ سننے والا صلی اللہ علیک یا رسول اللہ پڑھے اور دوسری شہادت کے سننے پر کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور انگوٹھوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنے کے بعد کہے اللهم متعنی بالسمع و البصر بے شک نبی کریم ﷺ جنت میں اس کے قائد ہونگے دیلمی نے فردوس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ جس شخص نے مؤذن سے شہادت سنکر اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں کو چوم کر

آنکھوں پر لگایا اور یہ پڑھا اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ رضیت باللہ ربا و باسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا۔ (حضور فرماتے ہیں) اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گی۔ اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام کا اس پر عمل ہونا روایت کیا گیا ہے اس قسم کی احادیث (ضعاف) فضائل میں معتبر ہیں۔



شامی اور طحطاوی میں لفظ قرت ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے ماضی مقام دعا میں بمعنی استقبال ہوتی ہے۔ البتہ استقبال کی جگہ ماضی کو کیوں استعمال کیا جاتا ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیک گمان کرتے ہوئے گویا کہ یہ دعا قبول ہو چکی ہے اب مطلب یہ ہو گا کہ یا رسول اللہ آپ کی وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے البتہ مجھے اس دعا کی قبولیت کی اتنی قوی امید ہے گویا کہ یہ دعا قبول ہو چکی ہے پھر نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے دعا کرنا علت کر رہا ہے۔ کہ آپ دعاؤں کو سنتے ہیں اور اپنے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ ایزدی میں مقام قبولیت تک پہنچاتے ہیں تاہم اعلیٰ حضرت کی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین میں کئی مقام پر قرۃ عینی (میری آنکھوں کی ٹھنڈک) کے الفاظ مذکور ہیں جو بعد میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

۲۔ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۴۹ میں ہے۔

و فی قصص الانبیاء و غیر ھا ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ھو من صلبك و یظھر فی آخر الزمان فسال لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ فجعل اللہ النور المحمدی فی اصبعہ المسبحہ فلذالك سمیت تلك الاصبع المسبحۃ من یدہ الیمنی فسبح ذالك النور فلذالك سمیت تلك الاصبع مسبحۃ کما فی الروض الفائق او اظھر اللہ تعالیٰ جمال حبہ فی صفاء ظفری ابھامیہ مثل المراۃ فقبل اسم آدم ظفری ابھامیہ و مسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر جبریل النبی ﷺ بھذہ القصۃ قال علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابھامیہ و مسح علی عینیہ لم یعم ابداً۔

قصص الانبیاء وغیرہ میں مذکور ہے کہ بے شک آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے تو نبی کریم ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی، وہ تو آپ کی پشت میں موجود ہیں جو آخر زمانہ میں ظاہر ہونگے آپ جب جنت میں تھے تو آپ نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے دعا کی پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی آپ کے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی میں رکھ دیا ہے وہ نور تسبیح پڑھتا تھا اس وجہ سے شہادت کی انگلی کا نام مسبحہ (تسبیح پڑھنے والی) رکھا گیا الروض الفائق میں اسی طرح مذکور ہے یا اللہ تعالیٰ

نے اپنے حبیب ﷺ کے جمال کو آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں رکھا جیسے آئینہ، پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اسے دیکھ کر ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا پھر آپ کی اولاد کے لئے بھی یہ عمل دلیل بن گیا جبرائیل نے جب نبی کریم ﷺ کو اس واقع کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جس شخص نے اذان میں میرا نام سن کر انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا وہ کبھی نابینا نہیں ہوگا۔

۴۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے منیر العینین میں ذکر فرمایا کہ حضرت امام سخاوی المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلهما عند سماع قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله مع قوله اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضیت بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا ذکره الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی الله عنه انه لما سمع قوله المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله قال هذا و قبل باطن الانملتین السبابتین و مسح عینیه فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیه شفاعتی ولا یصح

مؤذن سے اشهد ان محمدا رسول کے الفاظ مبارک سن کر شہادت انگلیوں کے پورے اندرونی جانب سے چوم کر آنکھوں پر ملتا اور یہ دعا پڑھتا اشهد ان محمد عبده ورسوله رضیت بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس

میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک
جب آپ نے مؤذن سے اشھد ان محمدا رسول اللہ سنا تو یہ دعا جس کا ذکر
اوپر کیا گیا ہے پڑھی اور اپنی سعادت انگلیوں کے پورے اندرونی جانب
چوم کر اپنی آنکھوں پر لگائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایسے
کیا جس طرح میرے دوست (یار غار) نے کیا ہے۔ اس کے لئے میری
شفاعت حلال ہو گی یہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں درجہ صحت پر
نہیں پہنچی۔

۵۔ پھر حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (بحوالہ منیر العینین)

و حکی شمس الدین محمد بن صالح المدنی امامها و
خطیبها فی تاریخه عن المجد احد القدماء من المصریین انه سمعه
یقول من صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکر فی الاذان و جمع
اصبعیه المسبحة و الابهامین وقبلهما و مسح بهما عینیه لم یرمد
ابداً۔

شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام خطیب نے
اپنی تاریخ میں مجد مصری سے جو کہ سلف صالحین میں سے تھے۔ نقل کیا کہ میں
نے انہیں فرماتے سنا جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن
کر شہادت کی انگلی اور انگوٹھوں کو اجتماعی طور پر چوم کر آنکھوں پر لگائے
اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

۶۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔(حوالہ منیر العین)

قال ابن صالح و سمعت ذالك ایضاً من الفقیه محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق و العجم و انه یقول عند ما یمسح عینیه صلی الله علیه یاسیدی یا رسول الله یا حبیب قلبی و یا نور بصری و یا قرة عینی و قال لی کل منهما منذ فعلته لم ترمد عینی۔

ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا جنہوں نے بعض مشائخ عراق و عجم سے روایت کیا وہ آنکھوں پر (انگوٹھے چوم کر) مس کرتے وقت یہ ورد پڑھتے صلی اللہ علیک یاسیدی یارسول اللہ یاحبیب قلبی ویانور بصری ویاقرۃ عینی ابن صالح فرماتے ہیں جن سے ان دونوں حضرات یعنی شیخ مجد اور فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا اس وقت سے میں یہ عمل کرتا ہوں میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

۷۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔(حوالہ منیر العین)

قال ابن صالح وانا و الله والحمد و الشکر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عینی وارجوان عافیتهما تدوم و انی اسلم من العمی انشاء الله تعالیٰ۔

ابن صالح فرماتے ہیں اللہ کا حمد و شکر ہے جب سے میں نے سنا اس وقت سے میں یہ عمل جاری رکھے ہوئے ہوں۔ میری آنکھیں

آج تک نہیں دکھیں۔ اور میں ہمیشہ ان کی عافیت کی امید رکھتا ہوں اور
میں انشاء اللہ اندھا ہونے سے محفوظ رہوں گا۔

۸۔ پھر امام سخاوی نے فرمایا۔ (حوالہ منیر العین)

قال و روی عن الفقیه محمد بن سعید الخولانی قال اخبر
فی الفقیه العالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید الحسینی
اخبرنی الفقیه الزاهد البلالی عن الحسن علی جده و علیه
الصلوة و السلام انه قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد
ان محمدا رسول مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبد الله
صلی اللہ علیہ وسلم و یقبل ابهامیه و یجعلها علی عینیه لم یعم و لم یرمد۔

یعنی یہی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی
ہوا کہ انہوں نے فرمایا مجھے فقیہ عالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید حسینی
نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن علی جدہ الرحیم وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو اشهد
ان محمدا رسول اللہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مرحبا بحبیبی وقرة
عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے وہ کبھی
اندھا نہیں ہوگا اور نہ آشوب چشم میں مبتلا ہوگا۔

۹۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (حوالہ منیر العین)

و قاص الطاؤسی انه سمع من الشمس محمد بن ابی نصر

البخاری خواجه حدیث من قبل عند سماعه من المؤذن کلمته الشهادة ظفری ابهامیه و مسحهما علی عینیه و قال عند المس اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببرکة حدقتی محمد رسول اللہ ﷺ و نورهما لم یعم۔

طاؤسی فرماتے ہیں۔ انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگائے اور یہ دعا پڑھے اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببرکته حدقتی محمد رسول الله ﷺ و نورهما وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

۱۰۔ شرح نقایہ میں ہے۔(بحوالہ منیر العین)

و اعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة الثانیه صلی الله تعالیٰ علیه یا رسول الله و عند الثانیة منهما قرة عینی بك یا رسول ثم یقال اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون له قائدا الی الجنة کذا فی کنز العباد۔

یقیناً جان لو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہد ان محمدا رسول اللہ سنے تو صلی علیہ یا رسول اللہ پڑھے، اور دوسری بار قرة عینی بک یا رسول اللہ پڑھے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر رکھ کر تو کہے اللھم متعنی بالسمع و البصر تو نبی کریم ﷺ اسے اپنے

پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

۱۱۔ مذہب شافعی کی مشہور کتاب "اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین" مصری ۲۴۷ میں ہے، (بحوالہ جاء الحق)

ثم یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم و لم یرمد ابداً۔

پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہ ہو گا اور اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

۱۲۔ مذہب مالکی کی مشہور کتاب "کفایۃ الطالب الربانی" مصری جلد اول ۱۲۹ میں طویل بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں، (بحوالہ جاء الحق)

ثم یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم و لم یرمد ابداً۔

پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کی آنکھیں کبھی دکھیں گی۔

۱۳۔ حاشیہ جلالین میں ہے۔

جلالین شریف یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا پر حاشیہ میں طویل بحث کی گئی ہے ابتداء میں وہ عبارت درج ہے جو شامی کے حوالے سے نقل کی جا چکی ہے اس کے بعد یہ عبارت نقل کی گئی ہے

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رفع الله درجة در قوت قلوب روایت کرده از ابن عینیه که حضرت پیغمبر علیه السلام بمسجد درآمدو ابو بکر رضی الله عنه ظفرابهامین چشم خودر امسح کرده وگفت قرة عینی بك یا رسول الله و چون بلال رضی الله عنه از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول الله ﷺ فرمود که ابا بکر ہر که بگوید آنچه تو گفتی از روی شوق بلقای من و بکند آنچه تو کردی خدای در گذرد گناهان وی را آنچه نود کہنے خطا و عمد نہان وآشکار۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے آپ نے قوت قلوب کتاب میں ابن عینیہ سے روایت نقل فرمائی کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اذان میں کلمہ شہادت سن کر) اپنے دونوں ہاتھ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا اور کہا قرة عینی بك یارسول الله جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر جو تم نے میری ملاقات کے شوق پر پڑھا اور جو تم نے عمل کیا اسطرح جو شخص بھی پڑھے گا اور ایسا ہی عمل کرے گا اس کے نئے اور پرانے، خطا اور عمدا ظاہر وباطن گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔

حاشیہ جلالین میں اس کے بعد:

[illegible] کا قول نقل کیا جو کراہت کے قائل ہیں ان کی دلیل

[illegible]

و یکرہ تقبیل الظفرین ووضعهما علی العینین لانه لم یرد فیه و الذی ورد فیه لیس بصحیح۔

انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں کوئی حدیث وارد نہیں جو وارد ہے وہ صحیح نہیں۔

مکروہ ثابت کرنے کی جبذنہ کوشش :

حیقیت یہ ہے کہ یا تو یہ لوگ محدثین کرام کی اصطلاحوں سے بے خبر ہیں اور یا عوام الناس کو راہ حق سے پھیرنے کی مذموم کوشش ہے مکروہ ثابت کرنے والے چار وجہ سے غلطی کا شکار ہیں۔

پہلی وجہ :

علامہ شامی نے لایصح کے الفاظ تحریر کیے کہ انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں کوئی حدیث اصطلاح محدثین میں درجہ صحت کو نہیں لیکن کچھ لوگوں نے کم علمی کی وجہ سے لایصح کو اردو محاورہ پر استعمال کیا ہے کہ کوئی حدیث اس مسئلہ میں صحیح نہیں بلکہ غلط، باطل اور من گھڑت ہے حالانکہ یہ مطلب لینا جہالت اور ناانصافی ہے کیونکہ اصطلاح محدثین میں جب صحیح حدیث کی نفی کی جائے تو اس کے مقابل حدیث حسن اور حدیث ضعیف ثابت ہوتی ہے حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے بلکہ حدیث ضعیف جب متعدد طرق سے ثابت ہو وہ حسن لغیرہ کہلاتی ہے

حاشیہ جلالین میں وجہ کراہیت کو اس طرح رد کیا گیا ہے قد صح من العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات ۔ علماء کرام نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ حدیث ضعیف عملیات (وفضائل) میں معتبر ہے۔

مقدمہ مشکوۃ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وما اشتھر لن الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیر ھا المراد مفر داته لا مجموعها لانه داخل فی الحسن لا فی الضعیف ۔

جو مشہور ہے کہ حدیث ضعیف صرف اعمال کی فضیلت ثابت کرتی ہے اس کے بغیر (احکام) اس سے ثابت نہیں اس سے وہ حدیث ضعیف ہے جو مفرد ہو متعدد طرق سے ثابت نہ ہو لیکن جو متعدد طرق سے ثابت ہو وہ حدیث حسن کہلاتی ہے ضعیف نہیں حدیث حسن سے احکام بھی ثابت ہو جاتے ہیں۔



بعض حضرات نے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو ضعیف کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اس سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حدیث ضعیف حدیث ہی نہیں حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ حدیث

صحیح اور حدیث حسن کی شرائط تمام یا بعض مفقود ہو جائیں تو ہو حدیث ضعیف ہے غلط باطل اور من گھڑت حدیث و محدثین اپنی اصطلاح میں موضوع کہتے ہیں۔

تیسری وجہ :

علامہ سخاوی نے مقاصد میں ذکر فرمایا لا یصح فی المرفوع من کل ھذا الشی انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں کوئی حدیث اصطلاح محدثین میں مرفوع طور پر ثابت نہیں مرفوع کی نفی سے بھی لوگوں کو مضطرب کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی مرفوع حدیث نہیں ملتی لہذا مکروہ ہے حالانکہ مرفوع کی نفی سے حدیث موقوف اور مقطوع ثابت ہو جاتی ہے مقدمہ مشکوۃ میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

وماانتھی الی النبی ﷺ یقال له المرفوع وما انتھی الی الصحابی یقال له الموقوف وما انتھی الی التابعی یقال له المقطوع۔

جو حدیث نبی اکرم ﷺ تک پہنچے وہ مرفوع ہے جو صحابی تک پہنچے، وہ موقوف ہے جو تابعی تک پہنچے وہ حدیث مقطوع ہے۔

یعنی جب حدیث پاک اس طرح ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا آپ نے یہ کیا یا آپ کے سامنے یہ کام ہوا آپ نے منع نہ فرمایا ہو تو وہ

حدیث مرفوع ہے اسی طرح صحابی کا قول و فعل اور صحابی کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا ہو صحابی نے منع نہ فرمایا ہو یہ حدیث موقوف ہے ایسے ہی تابعی کا قول و فعل اور تابعی کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا ہو اور تابعی نے منع نہ کیا ہو وہ حدیث مقطوع ہے ان تینوں قسم کی احادیث سے فضائل و احکام ثابت ہو سکتے ہیں جب کہ وہ درجہ صحت و حسن تک پہنچیں



جس سے مکروہ ثابت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو موضوعات کبیر میں ان الفاظ سے ذکر فرمایا۔ ولا یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی۔ اس مسئلے (انگوٹھے چومنے) میں کوئی حدیث صحیح طور پر مرفوع ثابت نہیں لہذا بعض کے مطابق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا موضوعات کبیر میں ذکر کرنا ہی دلالت کر رہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے یہ قول بھی سرا سر جہالت پر مبنی ہے ورنہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی عبارت کے بعد یوں فرماتے ہیں۔

قلت واذا ثبت رفعه الی الصدیق رضی الله عنه فیکفی للعمل به لقوله علیه الصلوة و السلام علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین۔ (موضوعات کبیر بحواله منیر العین)

میں کہتا ہوں جب اس حدیث کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ تک پہنچنا ثابت ہے، تو عمل کے لئے یہ کافی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

واضح ہوا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث غیر مرفوع ہے لیکن موضوع نہیں یعنی یہ حدیث موقوف ہے

جو عمل کے لئے کافی ہے آخر حاشیہ جلالین کی عبارت پر ختم کر رہا ہوں حاشیہ میں اسی بحث کے آخر میں اس طرح ہے۔

و لقد فصلنا الكلام و اطنبناه لان بعض الناس ينازع فيه لقلة علمه.

ہم نے اس مسئلے میں طویل اور تفصیل سے بحث کی ہے کیونکہ بعض لوگ اس میں قلت علم کی وجہ سے جھگڑا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

اور ضد، حسد، بغض و عناد سے محفوظ فرمائے

اور ہم سب کو نبی اکرم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] قیاما وقعودا وعلی جنوبکم

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی اور انفرادی طور پر ذکر کرنے کی شرعی حیثیت اور مسائل کا بہترین مجموعہ

نماز کے بعد ذکر و دعاء مستحب ہے

تصنیف لطیف

استاذ العلماء حضرت علامہ **مولانا عبدالرزاق** چشتی بھتروی مدظلہ العالی

سینئر مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

ناشر

تنظیم علماء ضیاء العلوم (انٹرنیشنل)

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی


تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
المعروف بہ
نفی سایۂ مصطفیٰ
محقق اہلسنت
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا
از طلبہ درجہ سابعہ
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

علماء اہل سنت کی گرانقدر تصانیف

علامہ مولانا حضرت عبدالرزاق چشتی بھڑالوی کی تصنیفات

موت کا منظر

محاسن کنزالایمان

السراجی

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

نورالایضاح کا عربی حاشیہ
ذریعہ نجاح بہ نورالایضاح

تذکرۃ الانبیاء

اذان کے ساتھ
درود و سلام مستحب ہے

المظہر النوری

